

بحث و نظر

آخری قسط

عصر حاضر میں ثمنِ عرفی کیلئے معیارِ نصابِ سونا ہے یا چاندی؟

(۳) غنا کی دو قسمیں ہیں ۱۔ وہ جس کی وجہ سے زکوٰۃ دینا لازم ہو جاتی ہے۔

۲۔ جس کی وجہ سے زکوٰۃ یا دیگر صدقات واجبہ لینا ناجائز ہوتا ہے۔

لہذا ایک تولہ سونا ایک گائے یا دیگر حوائجِ اصلیہ سے زائد سامان والوں کے پاس جب ۲۰، ۳۰ روپے نقدی ملا کر اگرچہ نصاب بناتا ہے مگر بعض شرائط نہ ہونے کی وجہ سے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں لیکن ایسے شخص کے لئے زکوٰۃ کے پیسے لینا حرام ہے اگرچہ وہ زکوٰۃ لینے کا زیادہ محتاج ہو اور موجودہ دور میں ایسے لوگوں کی تعداد کثرت سے ہے جو زکوٰۃ وصول کرتے ہیں مگر ان کے پاس چاندی کے نصاب کے مطابق سرمایہ ہوتا ہے تو نصاب بر نصاب چاندی زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور یہ ضررِ عظیم ہے۔

(۴) آج کل تقریباً ۹۸ فیصد گھروں میں چاندی کا نصاب موجود ہے۔ جس کی وجہ سے ان پر قربانی وغیرہ لازم ہے لیکن وہ نقدی نہ ہونے کی وجہ سے قربانی نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے وہ گناہ میں مبتلا ہیں۔

(۵) اسی طرح اگر کسی کے گھر میں بیوی یا شوہر کے پاس ایک تولہ سونا ہو اور ساتھ بارہ پندرہ روپے نقدی ہو اور کوئی قرض وغیرہ نہ ہو تو چاندی کے نصاب کے مطابق سال کے بعد موجودہ حساب سے زکوٰۃ لازمی ہے اور ۸۰ فی صد لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے جس کی وجہ سے گناہ کبیرہ میں ملوث ہیں۔

(۶) دورِ حاضر میں سرکاری ملازمین کی تنخواہ تقریباً اتنی ہوتی ہے کہ چاندی کے نصاب کو پہنچتی ہے لہذا اگر کوئی شخص عید الاضحیٰ سے ایک دن قبل تنخواہ لے لے اور یہی تنخواہ اس کے پاس عید کے دن تک رہے تو شرعاً اس پر قربانی لازم ہے جبکہ یہ تنخواہ اس شخص کا ماہانہ خرچہ بمشکل پورا کرتی ہے۔ لامحالہ یہ شخص قرض لینے پر مجبور ہوگا جو ضرر سے خالی نہیں۔ اور نہ ایسے لوگ قربانی کرتے ہیں جو کہ گناہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے اضرار اس میں موجود ہیں جو غور و فکر کرنے کے بعد معلوم ہو جاتے ہیں۔

علماء محقق کی آراء:

اسلئے موجودہ حالات اور ان مضمرات کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض محققین علمائے سونے کو اموالِ تجارت اور

موجودہ کرنسی کیلئے معیارِ نصاب قرار دیا ہے جن میں دورِ حاضر کے عظیم محقق علامہ وھبہ الجیلی بھی شامل ہیں چنانچہ آپ

فرماتے ہیں:

(۱) ویقدر نصابها كما بينا بسعر صرف نصاب الذهب المقرر شرعاً وهو عشرون ديناراً او مثقالاً وونختار ان يكون وزنها ذها ۸۵ غراماً..... والاصح تقدير نصاب الورق بالذهب لانه المعادل لنصاب الانعام (الابل والبقر والغنم) (الفقه الاسلامي واداءه ۲/۷۷۳) ترجمہ: اموال تجارت کا معیار نصاب سونے کو قرار دیا جائے جو شرعاً بیس دینار یا بیس مثقال مقرر ہے جس کا وزن ۸۵ گرام ہے اور آگے لکھتے ہیں صحیح یہ ہے کہ موجودہ کرنسی کے لئے معیار نصاب سونا قرار دیا جائے اس لئے کہ یہ نصاب دیگر نصابوں کے برابر ہے (مثلاً جگائے، تیل وغیرہ کا نصاب)

(۲) اسی طرح موجودہ دور کے مشہور و معروف محقق علامہ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں ویذهب علماً آخرون الى ان تقدير النصاب يجب ان يكون بالذهب..... ویبدولی ان هذا القول سليم الوجهة قوى الحجة. آگے لکھتے ہیں کہ

لهذا كان الاولى ان تقتصر على تقدير النصاب في عصرنا بالذهب واذا كان التقدير بالفضة انفع للفقراء والمستحقين فهو اجحاف بارباب الاموال وارباب الاموال في الاموال ليسوا هم الراسما لبيّن و كبار الموسرين بل هم جمهور الامّة. (فقه الزكاة ۱/۲۶۲، ۲۶۵)

ترجمہ: اور دوسرے علماً معیار نصاب کو مقرر کرنے کے بارے میں سونے کی طرف گئے ہیں اور مجھے بھی یہ قول صحیح اور قوی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اولیٰ یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں سونے کو معیار نصاب بنانے پر اقتصار کیا جائے اگرچہ چاندی کے نصاب میں فقراء اور مستحقین کا فائدہ ہے لیکن وہ اموال کے مالکین کیلئے ضرر رساں ہے۔

(۳) اسی طرح علماء عرب کی ایک بڑی جماعت کا فیصلہ ہے کہ موجودہ دور میں چاندی کی بجائے سونے کے نصاب کو کرنسی اور اموال تجارت کے لئے معیار نصاب ہے

قد قرر مؤتمر علماء المسلمين الثاني ومؤتمر البحوث الاسلامية الثاني عام ۱۳۸۵/۱۹۶۵ فی شان الزكاة..... وان يكون تقويم نصاب الزكاة في نقود التعامل المدنية والاوراق النقدية وعروض التجارة على اساس قيمتها ذها. تعليق الدكتور مصطفى كما وصفی عل اشرف الصغير ۵۸۶/۱ بحوالہ جدید فقہی مباحث ۷/۸۱۰

مؤتمر علماء المسلمين © rasailojaraid.com

کا نصاب زکوٰۃ سونے کی قیمت پر قرار دیا جائے۔

(۴) مشہور و معروف عالم دین ڈاکٹر علی محمد استاذ بالمجامعہ الازھر الشریف فرماتے ہیں:

والرأى فى ذلك عندى ان الله قد خلق فى الذهب خصائص ثمن لا توجد فى غيره وانه ثابت النسبة بينه وبين باقى السلع و العروض غالباً الى يومنا هذا وان الله قد بدا به فى كتابه فهو يصلح دائماً معيار للتقويم (جديد فقہی مباحث ۶۷۵-۶۷۶)

اس بارے میں میری یہ رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سونے کو پیدا کیا ہے اور اس میں وہ خصائص رکھے ہیں جو دوسری دھاتوں میں نہیں پائے جاتے اور آج تک سونے اور دیگر معدنیات اور عروض تجارت کے درمیان نسبت ثالث ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سونے سے شروع کیا ہے لہذا اس مصلحت کی بناء پر اسکو دائم معیار نصاب قرار دیا جائے۔

(۵) شیخ ابو زھرہ شیخ خلاف اور شیخ حسن کی آراء:

ويذهب علماء آخرون الى ان تقدير النصاب يحب ان يكون الذهب..... وهذا ما اختاره الاساتذہ ابو زھرہ وخلاف وحسن فى بحثهم عن الزكاة. (فتاوى الزكاة ۲۶۴/۱) ترجمہ: دوسرے علماء کی رائے یہ ہے کہ سونے کو معیار نصاب قرار دیا جائے اسی کو امام ابو زھرہ خلاف، حسن وغیرہ محققین نے اختیار کیا ہے۔

(۶) شیخ الازھر شیخ جواد الحق علی جواد الحق کی رائے گرامی:

النصاب الشرعى للمال النقدي الذى تجب فيه الزكاة بعد استفاء باقى الشروط هو ما تقابل قيمته بالنقود الحالية قيمة (۸۵) جراماً من الذهب (الازھر من فتاوى فضيلة آلام ص ۶۷)

مال شرعی نصاب وہ ہے جس میں دیگر شرائط پورا ہونے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ایک شرط یہ بھی ہے کہ موجودہ کرنسی کی قیمت ۸۵ گرام سونے کے برابر ہو جائے۔

(۷) مولانا محمد شعیب مفتاحی کی رائے گرامی:

اس لئے مناسب یہی ہے کہ نصاب زکوٰۃ کے لئے سونے کو اصل قرار دیا جائے اس میں اگرچہ پہلے قول کے برعکس فقہاء اور مستحقین کے حق میں نسبتاً فائدہ کم ہے مگر امت مسلمہ کے عام افراد جن کے ذمہ زکوٰۃ ہے ان کے حق میں سہولت ہے اس کے علاوہ موجودہ دور میں چاندی کے نصاب کے اعتبار سے بہت ہی کم مقدار مال پر زکوٰۃ عائد ہوگی۔

جو اسلامی عدل و انصاف کے تقاضوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے (جديد فقہی مباحث ۶۷۶)

(۸) ڈاکٹر حمید اللہ کی رائے:

مشہور و معروف علمی شخصیت علامہ ڈاکٹر حمید اللہ (فرانس) جن کی علوم دینیہ پر گہری نظر ہے ان سے بہاولپور میں ایک خطبہ کے دوران سوال کیا گیا کہ کتنی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی تو اس کے جواب میں آپؒ نے فرمایا کہ اس کے متعلق اولاً یہ سوچنا چاہیے کہ عہد نبوی ﷺ میں درہم کی قوت خرید کیا تھی یعنی ایک درہم سے کتنا کام ہو سکتا تھا، پھر اس کی اساس پر ہم اب یہ دیکھیں کہ آج وہ غرض کتنے روپوں میں پوری ہوتی ہے سیرت کی کتابوں میں ذکر آتا ہے کہ آٹھ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظمہ کی فتح کے بعد وہاں حضرت عتاب بن اسیدؓ کو گورنر مقرر کیا اور انکی تیس درہم ماہانہ تنخواہ مقرر کی اس تنخواہ میں گورنر اس کی بیوی اور اس کے بچے اس کے گھر کے ملازم اور غلام وغیرہ سب گزارہ کرتے تھے میری رائے میں اس پہلو پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ۲۰۰ درہم کی جگہ آسانی کے ساتھ ایسی شرح مقرر کی جاسکے جو سامان کی گرانی کے باعث ہمیں مناسب نظر آئے۔ فرض کیجئے کہ ایک درہم کو ایک روپے کے برابر تصور کر لوں تو آج کل کی گرانی میں ۲۰۰ درہم انہی حقیر رقم ہے۔ کہ وہ ہمارے ہاں کے چڑا ہی کو بھی ماہانہ تنخواہ دی جائے تو وہ بھی قبول نہیں کرتا (خطبات بہاولپور ص ۳۹۲-۳۹۳)

(۹) پروفیسر محفوظ احمد صاحب:

اس زری پالیسی سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مروجہ کرنسی متناسب محفوظ سرمایہ جو کہ سونا ہوتا ہے کی بنیاد پر جاری کیا جاتا ہے لہذا کرنسی چاندی کی بجائے سونے کو قائم مقام سمجھا جائے۔ لہذا اذانگی زکوٰۃ کے وقت اس نصاب سونے کی قیمت ہی کے حساب سے مقرر کیا جائے نہ کہ چاندی کی قیمت کے حساب سے۔ (منہاج ص ۱۰۰ شمارہ اپریل تا جون ۱۹۹۶) اور آگے لکھتے ہیں کہ ان تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کرنسی نوٹوں پر زکوٰۃ کا نصاب طے کرنے کیلئے چاندی کے نصاب کی بجائے سونے کے نصاب کو معیار بنانا شریعت کی روح زکوٰۃ کے زیادہ قریب ہے۔ (منہاج ص ۱۰۵-۱۹۹۶ اپریل تا جون)

اس کے علاوہ بھی امت کے دوسرے مستند علماء و مفتیان موجودہ حالات کو دیکھ کر یہی رائے رکھتے ہیں۔

حالات کے مطابق احکام کی تبدیلی:

موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق معیار نصاب کو تبدیل کرنا کوئی انوکھی بات نہیں ہوگی اسلئے کہ اسلامی احکامات کا حالات سے بہت گہرا تعلق ہے زمانہ اور حالات کی تبدیلی سے احکام میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے۔ مثلاً شراب کی حرمت کے بارے میں حالات کی مناسبت سے احکام نازل ہوئے تھے اگر حالات کے تقاضوں کو مد نظر رکھے بغیر دفعۃً واحدہ حرمت نازل ہوتی تو صحابہ کرام میں بجائے حکم کی تعمیل کے نافرمانی کا شدید خطرہ تھا۔ اس بات کا

انما نزل اول منازل سورة من الفصل فيها ذكر الجنة والنار حتى اذا تاب الناس الى الاسلام نزل الحلال والحرام ولونزل اول منازل لا تشربوا الخمر لقالوا الاندع الخمر ابداً ولونزل لا تقربوا لقالوا الاندع الزنا ابداً۔ (بشائمی بحوالہ احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت ص ۲۶)

ترجمہ: قرآن کریم مفصلات سورتوں میں پہلے وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں جنت و دوزخ کا ذکر تھا پھر مسلمانوں میں ایمان رائج ہوا اور اسلام کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام کے احکامات نازل فرمائے۔ اگر پہلے یہ نازل ہوتا کہ تم شراب مت پیو تو لوگ ضرور کہہ دیتے کہ ہم شراب کو کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑ سکتے اور اگر یہ نازل ہوتا کہ زنا مت کرو تو لوگ ضرور کہتے کہ ہم کبھی بھی زنا نہیں چھوڑ سکتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ احکام اسلام مصلحت و حالات کے مطابق نازل ہوئے ہیں۔ قاضی بیضاوی فرماتے ہیں: وذلک لان الاحکام شرعت والایات نزلت لمصالح العباد وتکمیل نفوسهم فضلا من الله ورحمة وذلک یختلف باختلاف الامصار والاشخاص کا سبب المعاش فان النافع فی عصر واحد یضر فی اخیر۔ (بیضاوی ص ۹۸)

ترجمہ: اور فتح کا جواز اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے نفوس کی تکمیل کے لئے اپنے فضل و کرم سے بندوں کے مصالح کے مطابق آیات نازل فرمائیں اور اسلامی احکامات کا حکم دیا اور یہ امور زمانے اور حالات و اشخاص کی وجہ سے مختلف ہوئے جیسے معاش کے اسباب کہ وہ ایک وقت میں نفع بخش ہوتے ہیں اور دوسرے میں ضرر رساں ہوتے ہیں اگر یہ اختلاف نہ ہوتا تو پھر احکام میں نسخ، تقید و اطلاق نہ ہوتا، حالانکہ جب ہم قرآن و سنت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ چیزیں سامنے نظر آتی ہیں۔ علامہ آمدی فرماتے ہیں:

ولا اختلاف المصالح باختلاف الازمنة لما كان كذلك ومع جواز اختلاف المصالح باختلاف الازمنة لا یکون النسخ ممتنعاً (احکام الامام ۳/۴۶)

ترجمہ: اگر مصالح کا اختلاف زمانے کے اختلاف سے مختلف نہ ہوتا تو احکامات بھی جوں کے توں ہوتے اور جب مصالح کا اختلاف زمانے کے اختلاف کے ساتھ واضح ہوتا تو احکام کا نسخ متنع نہ ہوتا۔

معلوم ہوا کہ احکامات میں زمانے کے حالات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے اور اسی کو سامنے رکھتے ہوئے علامہ عبدالرحمان الجزارائیؒ فقہا کرام کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ان الله انزل من الاحکام ما یصلح لكل زمان ومكان فمنا مائض علیه نصاب صریحاً ومنها قواعد عامة تمکن

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے وہ احکامات نازل کئے جنہیں ہر زمان اور ہر مکان کی صلاحیت موجود ہے انہیں بعض وہ ہیں جس پر نص صریح نازل ہوئی اور بعض عام قاعدے کی شکل میں ہیں جنکی وجہ سے لوگوں کے احوال، ماحول اور انکے ظروف میں تطبیق ممکن ہے

سئلے جب حالات بدل جائیں اور وہ اجتہادی حکم ان حالات کے موافق نہ رہے بلکہ اس سے بجائے نفع کے ضرر رسانی کا اندیشہ ہو تو اس وقت اس حکم کے بارے میں نئے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ لوگ فتنہ و فساد میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

علامہ تقی امینی الموانقات کے حوالہ سے لکھتے ہیں: فلا بد من حدوث وقائع لاتكون منصوباً على حكمها ولا يوجد للاولين فيها اجتهدا وعند ذلك فاما ان يترك الناس فيها مع احوالهم او ينظر فيها بغير اجتهدا شرعي وهو ايضا اتباع وذنك قلة فساد. (احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت ص ۳۳)

ترجمہ: یہ بات ضروری ہے کہ ایسی نئی نئی صورتیں پیش آئیں جن کا حکم صراحتاً موجود ہو اور نہ پہلے لوگوں نے اجتہاد کیا ہو ایسی حالت میں اگر لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ من مانی کریں یا اجتہاد شرعی کے بجائے محض اٹکل کے تیر چلائیں تو یہ سب فساد اور ہلاکت ہے اسی طرح آخرت کے مصالح بھی دنیاوی مصالح کو پورا کئے ہیں بغیر تمام نہیں ہو سکتے۔ اگر حالات کو خاص اہمیت نہ دی جائے تو احکام شرع کی بقا کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

واعلم ان مصالح الآخرة لاتتم الا بمعظم مصالح الدنيا كما لما كل والمشارب والمناكح وكثير من المنافع..... واما الاموال فحق الله فيها تابع لحقوق العباد.

(تواعد الاحکام ص ۷۲ بحوالہ احکام شرعیہ میں زمان و حالات کی رعایت ص ۴۱)

یہاں یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ آخرت کے مصالح دنیا کے اہم مصالح کا لحاظ رکھتے بغیر پورے نہیں ہو سکتے جیسے کھانا پینا اور شادی وغیرہ کے علاوہ بہت سارے منافع کا حصول اور آگے لکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اموال میں بھی اللہ تعالیٰ کا حق بندوں کے حقوق کے تابع ہے۔ حالات کی تبدیلی اور مہنگائی کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے اس نصاب دیت میں تبدیلی فرمائی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلا آ رہا تھا۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا: عن عمرو بن شعيب رسول الله ﷺ قال كانت قيمة الدية على عهد رسول الله ﷺ ثمانمائة دينار اور ثمانية الاف درهم ودية اهل الكتاب يومئذ النصف من دية المسلمين قال فكان ذلك حتى استخلف عمر فقام خطيبا فقال الا ان ابل قد غلت قال غفر ضها عمر

درہم (سنن ابی داؤد ۲۶۹/۲)

حضرت عمر بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دیت / ۸۰۰ دینار اور / ۸۰۰۰ ہزار درہم ہوا کرتی تھی جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو آپؐ نے اپنے دور میں ایک خطبہ دیا اور فرمایا کہ اونٹوں کی قیمت بھر چکی ہے اس لئے آپؐ نے سونے کے مالکان پر ایک ہزار دینار اور چاندی کے مالکان پر ۱۲ ہزار درہم مقرر کئے۔

حضرت عمرؓ کے اس اعلان سے صاف واضح ہوا کہ مہنگائی اور تغیر حالات کے پیش نظر انصاف میں تبدیلی کرنی چاہیے بشرطیکہ کوئی حکم شرعی قطعی طور پر اس پامال نہیں ہوتا ہو۔ اسلئے اس دوز میں بھی لوگوں کے احوال اور زمانہ کے حالات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ جو ہمیں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ہم موجودہ دور میں چاندی کے نصاب کو معیار بنانے کے بجائے سونے کے نصاب کو معیار بنائیں ورنہ بصورت دیگر بہت سارے مضرات کا سامنا کرنا پڑے گا جو فقہ و فساد اور دین سے دوری کا سبب بھی بن سکتا ہے کہ لوگ اپنے اخراجات اور مہنگائی کو دیکھ کر زکوٰۃ دینا چھوڑ دیں گے جس کی وجہ سے وہ ایک فریضہ کے تارک اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو جائیں گے

انفع للفقراء کا جواب اموال تجارت اور موجودہ کرنسی کا نصاب جو چاندی کے نصاب کا تابع بنایا جاتا ہے تو اس کے لئے بنیادی دلیل فقہاء کرام کا یہ قول ہے کہ جو نصاب فقراء کے لئے زیادہ فائدہ مند ہو اس کے مطابق دیگر اموال تجارت کی قیمت اسی قول کی وجہ سے چاندی کو ترجیح دی گئی ہے مگر اس پر جب غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوئی نص نہیں بلکہ احوال الناس پر مبنی ترجیح تھی اس وقت فقراء کا فائدہ چاندی کے نصاب میں تھا لیکن آج کل سونے میں ہے اور اس ترجیح پر عمل ضرر سے خالی بھی نہیں۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ ۱۰۰ میں ۹۸ فیصد لوگوں کے پاس ایک تولہ سونا یا حوائج اصلیہ سے زائد سامان موجودہ ہیں اور یہ بھی مسلم ہے کہ ۱۰۰ فیصد لوگوں کے پاس کچھ نہ کچھ پیسے ضرور ہوتے ہیں تو جب سونے کے زیور کی قیمت لگائی جائے اور اس نقدی کو ساتھ جمع کیا جائے تو یہ شخص غنی بن جائے گا جس کو زکوٰۃ لینا اور دینا دونوں جائز نہیں حالانکہ وہ شخص بیماری یا دیگر حوائج کے لئے پیسوں کا محتاج ہوتا ہے بخلاف سونے کے نصاب کے کسی صورت میں اس ایک جملہ مالیت نصاب تک نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے نصاب کے ہوتے ہوئے اس محتاج کو زکوٰۃ دینا اس کا زکوٰۃ قبول کرنا دونوں جائز ہے۔

اسی طرح انفع للفقراء کے قول کی رعایت کی بنا پر چاندی کے نصاب کو ترجیح اس وقت یقیناً نہایت معقول و مناسبت تھی جب کہ دونوں نصابوں کی قدر میں بہت نمایاں فرق نہ تھا اور دونوں نصابوں میں سے ہر ایک میں عملاً انفع للفقراء بن سکنے کا امکان تھا، لیکن موجودہ دور میں صرف انفع للفقراء کی بنیاد پر ترجیح دینے کا واضح مطلب متعین طور پر چاندی کے نصاب کو ترجیح دینا ہوگا اور انفع للفقراء کی ایسی رعایت جس کے نتیجے میں سونے کا نصاب بالکل متروک و محو رہو جائے میرے خیال میں اس وقت معیار ہوگا جب

اس میں دوسری جانب ضرر نہ ہوا سوائے کہ لاضرر و لا ضرر فی الاسلام کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق میں کسی کو ضرر دینا جائز نہیں یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عامل کو منع فرمایا تھا کہ وہ لوگوں کے اموال سے عمدہ اور بہترین مال زکوٰۃ میں وصول نہ کرے۔ اور نہ روپی مال لے لے بلکہ متوسط مال وصول کرتا رہے۔ تاکہ نہ فقیر کو ضرر ہو اور نہ مالک یعنی مذکی کو جبکہ چاندی کی نصاب میں تقریباً صاحب مال کو ضرر ہے اس لئے کہ جب اس کی مالیت اتنی ہو تو اسپر قربانی لازم ہے حالانکہ وہ دیگر حوائج کو پورا کرنے کے لئے اس رقم کا زیادہ محتاج ہے اور جب وہ زکوٰۃ یا قربانی ادا کرے کہ اس کی ضروری حاجات رہ جائیں گے اور بسا اوقات وہ قرض کے نتیجے دب جاتا ہے جو عمری کو فت کا باعث بن جاتا ہے اس لئے موجودہ دور میں انفع للفقراء یہ ہے کہ سونے کو معیار نصاب قرار دیا جائے۔

قلت: اس پوری تفصیل سے یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس فریضہ زکوٰۃ کو امراء پر فرض کیا ہے غریب لوگ اس فریضہ کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہیں اب اگر ہم آج کل کے حساب کے مطابق غور و فکر کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ چاندی کے نصاب کی مالیت کے مالک کو معاشرے میں امیر نہیں کہا جاتا بلکہ اس کو غرباً اور نادار لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے لہذا اگر ہم اس قسم کے لوگوں پر وجوب زکوٰۃ لاگو کریں تو یہ فلسفہ زکوٰۃ کے خلاف ہوگا اور جس طرح شریعت موسوی یا عیسوی میں نظام زکوٰۃ کے لزوم میں امیر و غریب کی کوئی تفریق نہ تھی اسی طرح یہاں بھی وہی ہوگا اور جو اسلام کی امتیازی شان کے خلاف ہے اور ساتھ لوگ بڑے کرب و تکلیف میں مبتلا ہو جائیں گے کہ

۱۔ کرنسی نوٹوں کے اجراء کی بنیاد سونا ہوتی ہے۔

۲۔ عصر حاضر میں چاندی کے نصاب کی مالیت کی رقم کا مالک غنی نہیں کہلاتا جبکہ سونے کے نصاب کی رقم کا مالک غنی کہلا سکتا ہے۔

۳۔ دیگر نصابات چاندی کی مالیت کی بجائے سونے کی مالیت کے زیادہ قریب ہیں۔

۴۔ سابقہ شرائع کے پس منظر میں سونا اصل معیار ہے جبکہ چاندی اور دیگر نصابات انہی کے مطابق مقرر کئے گئے۔ البتہ چاندی بلحاظ جنس چاندی کا نصاب وہی رہے گا جو حضور اکرم ﷺ نے مقرر فرمایا جبکہ دیگر وہ مالیاتی اشیاء جن کا نصاب شارع علیہ السلام نے مقرر نہیں فرمایا لیکن وہ مال کے ضمن میں آتی ہیں ان کی زکوٰۃ کا نصاب طے کرتے وقت چاندی کے بجائے سونے کو مقرر کرنا اقرب الی الصواب ہے۔ لہذا اہل علم حضرات کو چاہیے کہ وہ اس مسئلہ پر غور و فکر فرمائیں تاکہ فقراء اور امراء دونوں اس دلدل سے نکل جائیں اور فلسفہ نصاب اور فلسفہ زکوٰۃ دونوں پر عمل ہو میری ناقص رائے میں ان سب باتوں کا لحاظ صرف اسی میں ہے کہ سونے کا نصاب ہر اس مال کے لئے معیار نصاب مقرر کرنا مناسب ہے جن کے نصاب کو شریعت مقدسہ نے منصوصاً مقرر نہیں کئے ہیں جیسے موجودہ کرنسی اموال تجارت وغیرہ۔